ابوحیان التوحیدی

از مولانا ابوبکر شبلی

علی بن محمد بن العباس، ابوحیان التوحیدی مشہور صوفی اور عالم تھے۔ معقولات اور منقولات میں اپنے وقت کے امام تھے ۳۱۳ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ فارسی النسل تھے آپ کے اجداد شیراز یا نیشاپور یا واسط کے باشندے تھے۔ آپ کے والد بغداد میں آکر سکونت پذیر ہوئے تھے اور کھجور کا بیوپار کرتے تھے۔ علامہ السبکی[۱] لکھتے ہیں۔

علی بن محمد بن العبّاس المعروف بأبی حیان التوحیدی، المتکلم الصوفی صاحب المصنفات، شیرازی الأصل وقیل نیشابوری وقیل واسطی[۲]

علی بن محمد بن العباس جو ابوحیان التوحیدی کے نام سے مشہور ہیں، ایک متکلم اور صوفی تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ شیرازی الاصل تھے کہا گیا ہے کہ نیشاپور کے رہنے والے تھے اور ایک قول ہے کہ واسط کے تھے۔

خیر الدین الزرکلی[۳] لکھتے ہیں۔

وُلِدَ فی شیراز او فی نیشاپور واقام مدة ببغداد[۴]

(علی بن محمد بن العباس) شیراز یا نیشاپور میں پیدا ہوئے اور ایک مدت تک بغداد میں رہے

---

[۱] علامہ ابونصر عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی، صاحب طبقات الشافعیہ

[۲] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۴ ص ۲ ۔ مصر　　[۳] خیر الدین الزرکلی صاحب "الاعلام"

[۴] الاعلام ج ۵ ص ۱۴۴ ط دمشق

الزرکلی کی رائے میں ابوحیان التوحیدی کا مولد شیراز یا نیشاپور ہے لیکن حسن السندوبی کی رائے اس سے مختلف ہے۔

وہ لکھتے ہیں :۔

ولد ابوحیان التوحیدی فی بغداد سنۃ ۳۱۲ھ و نشا بھا[1]	ابوحیان التوحیدی بغداد میں ۳۱۲ھ میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی پرورش پائی۔

بہرحال یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ علامہ ابوحیان التوحیدی فارسی النسل ہیں۔ التوحیدی کے لقب کے سلسلہ میں محققین کی دو رائیں ہیں۔

الف - عبدالرزاق محی الدین لکھتے ہیں۔

وللمورخین فی معنی لقبہ کلام فقد قیل إن أباہ او احد أجدادہ کان یبیع نوعًا من التمر یسمّی التوحید[3]	ان مورخین کو ان کے لقب کے سلسلہ میں کچھ کلام ہے - ایک قول یہ ہے کہ ان کے والد یا کوئی دادا "التوحید" نامی کھجور کی تجارت کرتے تھے۔ (اس لئے التوحیدی لقب پڑ گیا۔)

ب - علامہ ابن حجر العسقلانی کہتے ہیں۔

یحتمل ان یکون نسبتہ الی التوحید الذی ھو الدین۔ فان المعتزلہ یسمّون انفسھم اھل العدل والتوحید[4]	ممکن ہے کہ ان کی نسبت "التوحید" کی طرف ہو جو ایک عقیدہ ہے۔ اور معتزلہ اپنے آپ کو "اھل العدل والتوحید" کہتے ہیں۔

یہ دونوں رائیں مورخین نے اپنے ذاتی ظن پر قائم کی ہیں - خود ابوحیان نے اپنی تصنیفات میں اس

---

[1] حسن السندوبی صاحب "مقدمۃ المقابسات" [2] مقدمۃ المقابسات

[3] ابوحیان التوحیدی - ص ۸ ط مصر

[4] لسان المیزان - ج ۶ ص ۳۶۱ ط حیدرآباد

[5] ابوحیان التوحیدی ص ۸

پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔

ابوحیان التوحیدی نے بغداد اور بصرہ کے مختلف مدارس میں مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی انہوں نے حدیث ابوسعید السیرافی[۱] ابوبکر الشاشی[۲] اور جعفر الخلدی سے سنی اور فقہ قاضی ابوحامد مروزی سے پڑھی۔

دیگر علوم و فنون جیساکہ ادب، فلسفہ، منطق، طبیعیات، تصوف اور الٰہیات کی تعلیم زیادہ تر مشہور حکیم و فیلسوف ابوسلیمان السجستانی المنطقی سے حاصل کی ابومحمد المقدسی العروضی، ابوالفتح النوشجانی ابوزکریا الصیمری، ابوبکر القومسی، اور علی بن عیسیٰ الرمانی کے نام بھی آپ کے اساتذہ کی فہرست میں شامل ہیں[۳]۔

آپ اپنے دور میں علوم و فنون میں امام مانے جاتے تھے۔ ذہانت اور فطانت میں بے مثال تھے۔ بڑے بڑے علماء نے آپ کی قابلیت کا اعتراف کیا ہے۔

یاقوت الحموی لکھتے ہیں۔

کان متفنناً فی جمیع العلوم من النحو واللغۃ والشعر والأدب والفقہ والکلام علی رأی المعتزلۃ[۴]

آپ ابوحیان، تمام علوم میں ماہر تھے، نحو لغت شعر، ادب، فقہ، اور معتزلی علم کلام میں۔

السبکی لکھتے ہیں۔

علی بن محمد بن العباس المعروف بأبی حیان التوحید ... کان اماماً فی النحو واللغۃ والتصوف، فقیہاً مورخاً[۵]

علی بن محمد بن العباس جو ابوحیان التوحیدی کے لقب سے مشہور ہیں، نحو، لغت، تصوف میں امام تھے۔ بڑے فقیہ اور مورخ تھے۔

---

۱ ہو ابوالحسن بن عبداللہ (بہزاد) السیرافی (توفی ۳۶۸ھ)

۲ ہو ابوبکر بن محمد بن علی القفال شاشی (ولد بشاش ۲۹۱ھ توفی ۳۶۶ھ)

۳ مقدمۃ المقابسات۔ ص ۱۰ ۔ ط۔ مصر

۴ کتاب بغیۃ الوعاۃ، السیوطی۔ ص ۳۴۸ ۔ ط۔ مصر

۵ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۴ ص ۲

علامہ یاقوت ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

فھو شیخ الصوفیہ وفیلسوف الادباء واذیب الفلاسفۃ ومحقق الکلام ومتکلم المحققین وامام البلغاء وعمدۃ لبنی ساسان لہ	آپ صوفیہ کے شیخ ادیبوں کے فیلسوف فلاسفہ کے ادیب، کلام کے محقق محققین کے متکلم، بلغاء کے امام اور بنی ساسان کے اشراف میں سے ہیں۔

آپ عالم فاضل، مجتہد اور امام فن ہونے کے ساتھ ساتھ تدین اور تقویٰ میں بھی بہت بلند درجہ کے مالک تھے۔ بڑے صابر، زاھد، صوفی اور صحیح العقیدہ تھے۔

علامہ یاقوت الحموی لکھتے ہیں۔

ھو صوفی السمت والھیئۃ والناس علی ثقۃ من دینہ ؎	آپ صوفی مسلک اور ہیئت کے تھے اور لوگوں کو ان کی دینداری پر پورا بھروسہ تھا۔

الحافظ البغدادی ؎ لکھتے ہیں۔

لہ۔ اولأبی حیان المصنفات الحسنات کالبصائر وغیرھا۔ وکان فقیراً صابراً، متدیناً صحیح العقیدۃ ؎	آپ کی۔ یعنی ابوحیان کی کئی اچھی تصنیفات ہیں جیسے البصائر وغیرہ۔ آپ فقیر، صابر، دیندار اور صحیح عقیدہ والے تھے۔

غیراز نامہ کے مصنف ابوالخیر رقمطراز ہیں۔

ھو الامام الموحد العالم المتفرد الجامع للمعارف والعلوم لا نظیر لہ فی المکاشفات الالھیہ والبحث فی التوحید ؎	آپ موحد اور منفرد حیثیت کے عالم ہیں علوم اور معارف کے جامع ہیں۔ مکاشفات الٰہیہ اور توحید کی بحث میں ان کی کوئی نظیر نہیں۔

؎ معجم الادباء ج ۱۵ ص ۵ ۔ ط دارالمأمون
؎ " " "
؎ ھو العلامۃ ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (المولود ۳۹۲ھ) " " "
؎ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۴ ص ۲-۳
؎ (باقی حاشیہ صفحہ پر)

آپ کا علم و فضل زہد و تقویٰ ہر دور میں مسلم رہا ہے۔ ہر مسلک کے علماء نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے اس کے باوجود تین ایسے عالم ملتے ہیں جنہوں نے آپ کی دینداری اور پرہیزگاری کو مطعون کیا ہے۔ اور وہ تین عالم یہ ہیں (۱) ابن فارس (۲) ابن جوزی اور (۳) الذہبی۔

علامہ السبکی[1] ابن فارس کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال ابن الفارس فی کتاب الفریدة والخریدة کان ابو حیان کذابًا قلیل الدین والورع عن القذف والمجاھرة بالبھتان، تعرض لامور جسام من القدح فی الشریعة	ابن فارس نے کتاب "الفریدة والخریدة" میں لکھا ہے کہ ابوحیان جھوٹے تھے۔ دین میں کمزور تھے الزام تراشی اور بہتان سے نہیں ڈرتے تھے انہوں نے شریعت میں کئی۔

علامہ ابن الجوزی کی رائے ہے کہ

زنادقة الاسلام ثلاثة ابن الراوندی وابو حیان التوحیدی وابو العلاء واشدھم علی الاسلام ابو حیان	اسلام میں تین زندیق مشہور ہیں، ابن الراوندی ابوحیان التوحیدی اور ابوالعلاء ابوحیان ان سب میں سب سے زیادہ سخت ہے۔

(باقی حاشیہ)

[8] علامہ ابوالعباس احمد بن ابی الخیر۔ صاحب کتاب شیراز نامہ

[9] شیراز نامہ فارسی ص ۱۰ ط طہران بحوالہ کتاب ابوحیان التوحیدی ص ۶۹

[1] طبقات الشافعیة الکبریٰ ج ۴ ص ۲

[2] 〃　〃　〃　〃　〃

اس کے بعد علامہ السبکی نے الذہبی کا قول نقل کیا ہے۔

وقال الذهبی كان ـــــ یرید أباحیان عدو الله، خبیثاً سیئ الاعتقاد وقال ایضاً فی کتابه میزان الاعتدال فی نقد الرجال علی بن محمد بن العباس صاحب زندقة والخلال[1]

الذہبی نے کہا ہے کہ ابوحیان خدا کا دشمن خبیث اور بد اعتقاد ہے۔ اس نے اپنی کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں بھی لکھا ہے کہ علی بن محمد بن العباس زندیق اور ملحد ہے۔

مورخین نے ان تینوں آراء کو باطل قرار دیا ہے۔ اور اپنی مصنفات میں اس کی سخت تردید کی ہے۔ ابوحیان التوحیدی کے سوانح نگار عبدالرزاق محی الدین لکھتے ہیں "الفریدۃ والخریدۃ نامی جو کتاب ابن فارس کی طرف منسوب ہے اس کا ذکر ہم نے کتابوں کی کسی فہرست میں نہیں دیکھا۔ میں نے بروکلمن کی کتاب "اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع" اور "کشف الظنون" بھی دیکھی لیکن کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ملتا[2]۔ تمام فہارس کتب میں اس کتاب کا نام نہ ملنا۔ ابن فارس کے قول کی صداقت کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ابوحیان کی تصانیف سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ابن فارس کے ساتھ تعلقات کشیدہ تھے۔ ابوحیان نے اپنی کتاب "الامتاع والمؤانسہ" میں ابن فارس کی ہجو کی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اگر یہ قول صحیح طور پر منسوب ہو تو بھی حسد اور کینہ پر مبنی ہے[3]۔

ابن الجوزی کا قول بھی حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ کیونکہ ابن الجوزی ابوالوفاء عقیل کے شاگرد تھے اور ان کی تصنیفات میں سے "المنتظم" "صفوۃ الصفوۃ" اور "تلبیس ابلیس" بہت زیادہ مشہور ہیں ان تینوں کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صوفیاء کرام کے بارے میں بہت زیادہ متعصب تھے اور جو شخص بھی ان کی مخصوص آراء سے اختلاف کرتا تھا اس کے خلاف سب وشتم سے دریغ

---

[1] ابوحیان التوحیدی ص ۶۰ ط مصر

[2] " " " "

[3] " " ۶۲ " "

نہیں کرتے۔ یہی تاثر ان کے شاگرد کا ہے اور ابو حیان کو صرف صوفی ہونے کی بنا پر مطعون کیا۔

ابن الجوزی کی اس زیادتی پر حسن السندوبی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

أرأيت كيف يتعرّض ابن الجوزي لما لم يجزه له العقل ولا الدين ولا الشرائع فتسرّب في طوايا الضمائر وتوغّل خفايا القلوب، واستخرج من خبايا الأفئدة ما أباح له الحكم بأنّ أبا حيان كان أشدّ على الإسلام من سواه، ولماذا؟ لأنه لم يقل شيئاً ولم يصرّح بشيءٍ ألا ساءَ ما يحكمون[1]

تم نے دیکھا کہ ابن الجوزی ایسے معاملات میں کیسے جرأت کرتا ہے جس کی عقل، نہ دین اور نہ شریعتوں نے اجازت دی ہے اور وہ دلوں میں گھس گیا ہے۔ اور دلوں کی پوشیدہ باتوں میں دخل انداز ہوگیا ہے اور دلوں کے راز اس نے باہر نکالنے چاہے ہیں۔ اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ابو حیان دوسروں کے مقابلہ میں اسلام کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ آخر کیوں؟ کیونکہ اس نے کچھ نہیں کہا اور کسی بات کی صراحت نہیں کی۔ آہ کتنا بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

اور علامہ الذہبی کے الزام کا جواب علامہ السبکی نے اس طرح دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

الحامل للذهبي على الوقيعة في التوحيدي، مع ما يبطنه من بغض الصوفية ..... ولم يثبت عندي من حال أبي حيان ما يوجب الوقيعة فيه[2]

الذہبی نے التوحیدی پر یہ الزام اس لئے لگایا ہے کہ وہ صوفیا سے بغض رکھتے تھے (اور ابو حیان صوفی تھے) حالانکہ میں نے ابو حیان کے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس کی وجہ سے یہ الزام لگانا ضروری ہو۔

مذکورہ بالا تصریحات سے ظاہر ہے کہ ابو حیان سیرت اور کردار کے لحاظ سے بہت بلند تھے۔ زہد اور تقویٰ میں بے اثر تھے۔ لیکن چونکہ آپ حریت فکر کے حامل تھے۔ اس لئے متشددین

---

[1] مقدمۃ المقابسات ص۱۶

[2] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۴ ص ۲-۳

نے نہ فقط ان کو مطعون کیا، بلکہ زندیق اور ملحد کے لقب سے بھی ملقب کیا۔

اس آزادخیالی کی وجہ سے بعض علماء نے ابوحیان کو "معتزلہ" ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے اور التوحیدی کے لقب سے ان کو اور زیادہ مغالطہ ہوا ہے۔ حالانکہ "ابوحیان التوحیدی" بذات خود معتزلہ کے مخالف تھے۔ ان کی تصانیف سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ معتزلہ کو ناپسند کرتے تھے بلکہ سرے سے آپ فرقہ بندی کو ہی غلط سمجھتے تھے۔[۱]

علامہ یاقوت الحموی نے ابوحیان کو "شیخ الصوفیۃ" لکھا ہے۔ اسی طرح علامہ السبکی نے بھی ان کو "المتکلم الصوفی" کے لقب سے نوازا ہے۔ صوفیاء کرام کے مختلف تراجم میں بھی آپ کا ذکر آیا ہے۔ درحقیقت ابوحیان التوحیدی اپنے دور کے بہت بڑے صوفی تھے۔ ان کو عالم شباب سے تصوف کی طرف میلان تھا۔ دورجوانی میں جن لوگوں سے ان کے روابط قائم تھے وہ اکثر صوفی تھے جن میں ابن سمعون صوفی، جعفر بن حنظلہ صوفی، ابن سراج صوفی، ابن جلاء زاھد اور ابوزید المروزی کے نام قابل ذکر ہیں[۲]۔ ان حضرات کی صحبت نے آپ کو زاہد، قانع، صابر اور متقشف بنادیا تھا۔ ساری عمر آپ نے سادگی سے بسر کی۔ نام ونمود اور شہرت کا تصور تک نہیں کیا۔

تصوف کے علاوہ فلسفہ میں بھی آپ کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ علامہ یاقوت الحموی نے آپ کو "فیلسوف الأدباء" اور "ادیب الفلاسفہ" کہا ہے۔ ابوحیان کا فلسفے کی طرف رجحان ان کے استاذ ابوسلیمان السجستانی کی وجہ سے ہوا، جو اپنے وقت کے بہت بڑے حکیم اور فیلسوف تھے ابوحیان ان سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور ان کے فلسفیانہ افکار و آراء کو اپنی تالیف "المقابسات" میں جمع کیا۔ "المقابسات" کا اکثر حصہ انہی کے اقوال وآراء پر مشتمل ہے۔ آپ کی دوسری تصنیف "الامتاع والموانستہ" بھی فلسفی مسائل کا مجموعہ ہے۔ آپ نے جن فلسفی مسائل پر بحث کی ہے۔ ان میں نفس، روح، جسم، عرض، انسان، طبیعت، حدوث عالم، قدم عالم عالم علوی، عالم سفلی، مواصلات شعاعیہ، عالم اخروی، معاد، کیفیت معاد، باری تعالیٰ وصفاتہٗ

۱؎ ابوحیان التوحیدی

۲؎ ابوحیان التوحیدی ص ۱۹۲ ط مصر

معرفۃ العبادۃ، وغیرہ شامل ہیں۔

اگرچہ آپ فیلسوف الادبا، اور ادیب الفلاسفہ تھے۔ تاہم آپ کی نظر میں شریعت کے مقابلہ میں فلسفہ کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ آپ کے خیال میں فلسفہ کو شریعت کے ترازو میں تولا جانا چاہیئے، نہ کہ شریعت کو فلسفہ کے تابع بنایا جائے۔ وہ مفکرین، جو شریعت سے زیادہ فلسفہ کو اہمیت دیتے تھے، یا شریعت کو عقل کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کرتے تھے، ان کو ابوحیان التوحیدی قابل اعتبار نہیں سمجھتے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ان الفلسفۃ حق لکنّہا لیست من الشریعۃ فی شیئ والشریعۃ حق، ولکنّہا لیست من الفلسفۃ فی شیئ وصاحب الشریعۃ مبعوث وصاحب الفلسفۃ مبعوث الیہ واحدھما مخصوص بالوحی والاخر مخصوص ببحثہ۔ [1]

تحقیق فلسفہ حق ہے لیکن اس کو شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شریعت حق ہے لیکن اس کو فلسفہ سے کوئی تعلق نہیں ہے (کیونکہ) صاحب شریعت مبعوث ہے اور صاحب فلسفہ مبعوث الیہ ہے ان میں سے ایک وحی کا پابند ہے اور دوسرا اپنی بحث کا۔

یہی وجہ ہے کہ آپ "اخوان الصفا" کو اسلام کے لئے مفید نہیں سمجھتے تھے۔ ایک جگہ ذکر کرتے ہیں۔

وحملتُ جملۃ منہا بیرید رسائل اخوان الصفا الی ابی سلیمان السجستانی المنطقی۔ وعرضتہا علیہ ونظر فیہا ایاماً واختبرہا طویلاً ثمّ ردّہا علی وقال۔ تعبوا وما اغنوا ونصبوا وما اجدوا وغنوا وما اطربوا۔

میں نے اخوان الصفا کے تمام رسائل ابوسلمان السجستانی المنطقی کے سامنے پیش کئے۔ انہوں نے کچھ دنوں تک ان کا مطالعہ کیا اور اچھی طرح ان کو جانچا۔ پھر انہوں نے واپس کرتے ہوئے کہا انہوں (اخوان الصفا) نے محنت کی ہے، لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ ایک مقصد مقرر کیا ہے لیکن اس میں کچھ کر نہیں پائے انہوں نے

---

[1] الامتاع والمؤانسۃ ج ۲ ص ۱۸

وظنّوا مالا یکون ولا یمکن ولا
یستطاع۔ ظنّوا انّھم یمکنھم ان
یدسّوا الفلسفہ التی ھی علم النجوم
والافلاک والمقادیر وآثار الطبیعۃ
والموسیقی ..... والمنطق فی الشریعۃ
وان یضمّوا الشریعۃ للفلسفہ

گایا لیکن طرب پیدا نہ کیا۔ اور انہوں نے ایک
ایسا گمان کیا ہے جو نہ ہوتا ہے نہ اس کا امکان
ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ سمجھا ہے
کہ فلسفہ کا جو کہ علم نجوم، علم افلاک، مقادیر،
آثار طبیعۃ، موسیقی اور منطق وغیرہ پر مشتمل ہے
شریعت میں درس دیں اور شریعت کو فلسفہ
کے ساتھ ملا دیں۔

چونکہ معتزلہ کے ہاں شریعت کی صداقت کی کسوٹی عقل ہے۔ اور شریعت کی ہر ایک بات کو عقل کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لئے ابو حیان التوحیدی کی نظر میں وہ لوگ کبھی قابل احترام نہیں۔ اور جب کبھی شریعت کی کسی بات پر معتزلہ کی طرف سے کوئی اعتراض وغیرہ سنتے تو فوراً جوش میں آجاتے تھے، المقابسات میں ایک واقعہ ہے۔

سمع مرۃ ابا اسحٰق النصیبی
وکان من المعتزلہ یقول ما
اعجب اھل الجنۃ قیل وکیف
قال لأنھم یبقون ابداً
ھنالک لا عمل لھم الا الاکل و
الشرب والنکاح أما تضیق صدورھم
أما یکلّون اما یبرمون بانفسھم
عن ھذہ الحال الخسیسۃ، التی ھی
مشاکلۃ لحال البھائم فثارت ثائرۃ
ابی حیان علی ما سمع واستعظم
أن نتناول مسائل الدین بمثل
ھذہ الجرأۃ والوقاحۃ فقال

ایک دفعہ ابو حیان نے ابو اسحٰق النصیبی کو
جو کہ معتزلہ تھا، یہ کہتے ہوئے سنا کہ جنت والے
بھی کیسے عجیب لوگ ہونگے؟ پوچھا گیا کیسے
اس نے کہا کیونکہ وہ لوگ وہاں ہمیشہ ہمیشہ
رہیں گے۔ کھانے پینے، نکاح کرنے کے سوا ان
کو اور کوئی کام نہیں ہوگا۔ کیا وہ گھٹن محسوس
نہیں کرینگے۔ وہ اکتائینگے نہیں؟ کیا اس بدحالی
سے تنگ نہیں آئیں گے، جو تقریباً جانوروں کے
مانند ہے۔ اس پر ابو حیان کو جوش آگیا اور انہیں
یہ بہت گراں محسوس ہوا کہ دین کے مسائل میں
اس جرأت اور دیدہ دلیری سے حملے کئے جائیں
اور پھر کہا مجھے اپنی عمر کی قسم جس کو دل کا سکون

ولعمری ان من طلب طمانینۃ النفس ویقین القلب ولغمۃ البال بطریقۃ اھل الجدل واھل البلاء حل بہ ھذا البلاء واحاطہ بہ ھذا الشقاء والکلام کلہ جدل و دفاع وحیلۃ وایھام ... وبالجملۃ آفتہ عظیمۃ وفائدتہ قلیلۃ [1]

اور قلب کا یقین اور آسودگی ان جھگڑالو لوگوں کی طرح مطلوب ہوان پر مصیبت آچکی ہو اور ان کو بدقسمتی نے احاطہ کر لیا۔ علم کلام تمام کا تمام جدل اور دفاع ہے حیلہ اور وہم ڈالنا ہے۔ بالاختصار اس کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔

بہر حال "ابو حیان التوحیدی" کی نظر میں فلسفہ شریعت کا تابع ہے، شریعت فلسفہ کی پابند نہیں، یہ ضروری نہیں کہ جو چیز عقل سے مفید نظر آئے وہ ضرور شریعت میں بھی مفید ہو یا اگر کوئی شرعی بات عقل کے نقطۂ نگاہ سے موزوں نظر نہ آئے تو وہ ناقابل عمل بھی ہو شریعت منزل من اللہ ہے۔ فلسفہ انسانوں کی تخلیق ہے اس لئے شریعت کو عقل کے ترازو سے تولنا یا فلسفہ کے معیار پر جانچنا صحیح نہیں۔

آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ المحاضرات والمناظرات
۲۔ الامتاع والمؤانستہ
۳۔ المقابسات
۴۔ الرد علی ابن جنی فی شعر المتنبی
۵۔ الزلفہ
۶۔ تقریظ الجاحظ
۷۔ مثالب الوزیرین
۸۔ الاشارات الالھیہ

---

[1] المقابسات، ص ۱۲۴ ط الرحمانیہ

۹- ریاض العارفین
۱۰- الحج العقلی إذا ضاق الفضاء عن الحج الشرعی
۱۱- فی اخبار الصوفیہ
۱۲- الحنین الی الاوطان
۱۳- الصوفیہ

آپ کی وفات ۱۴۱ھ میں ہوئی تاریخ وفات متعین نہیں ہو سکی۔

پروفیسر وائٹ ہیڈ نے کیا خوب کہا ہے۔ "مذہب کا ہر عہد عقلیت کا عہد تھا" لیکن مذہب کو عقلی رنگ میں پیش کیا جائے، تو اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ فلسفہ کو مذہب پر فوقیت حاصل ہے۔ بے شک فلسفہ کو حق پہنچتا ہے کہ مذہب پر حکم لگائے، مگر جس چیز پر حکم لگانا مقصود ہے اسکی ماہیت ہی ایسی ہے کہ وہ فلسفہ کا یہ حق تسلیم کرے گی تو ان شرائط کے ماتحت، جن کو خود اس نے متعین کیا ہے۔ بالفاظ دیگر جب فلسفہ مذہب پر حکم لگاتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ اسے اپنے مدلولات میں کوئی ادنیٰ جگہ دے۔ مذہب فلسفہ کا کوئی شعبہ نہیں کیونکہ یہ محض فکر ہے نہ احساس نہ عمل۔ بلکہ انسان کی ذات کلی کا مظہر۔ لہٰذا فلسفہ مجبور ہے کہ مذہب کی قدر و قیمت کے باب میں اس کی مرکزی حیثیت کا اعتراف کرے۔ اسے ماننا پڑے گا کہ فکر انسانی کا عمل ترکیب و ائتلاف مرتکز ہوتا ہے تو اسی ایک نقطے پر پھر اس امر کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ فکر اور وجدان بالطبع ایک دوسرے کی ضد ہیں دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کا سبب بنتے ہیں۔ ایک جزواً جزواً حقیقت مطلقہ پر دسترس حاصل کرتا ہے۔ دوسرا من حیث الکل، ایک کے سامنے حقیقت کا دوامی پہلو ہے۔ دوسرے کے زمانی۔

(تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ۔ مصنفہ علامہ اقبال ؒ)

(اردو ترجمہ سید نذیر نیازی)